Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 57-72
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

جسمانی ونفسیاتی اذیت بطورِ سببِ فسخِ نکاح: فقہائے اسلام اور معاصر فقہی اکادمیات کی آراء کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Physical and Psychological Harm as Grounds for Marital Dissolution: A Critical Study of the Views of Islamic Jurists and Contemporary Fiqh Academies

Author	Affiliation
1. **Muhammad Muaz Sarwar** muazsarwar6596@gmail.com	*M.Phil Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad.*
2. **Dr. Yasir Arfat** yasirawan@gcuf.edu.pk	*Associate Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad.*

How to Cite: Muhammad Muaz Sarwar and Dr. Yasir Arfat. 2026: "Physical and Psychological Harm as Grounds for Marital Dissolution: A Critical Study of the Views of Islamic Jurists and Contemporary Fiqh Academies". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 57-72.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
10-02-2026	28-02-2026	15-03-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

جسمانی ونفسیاتی اذیت بطور سببِ فسخِ نکاح: فقہائے اسلام اور معاصر فقہی اکادمیات کی آراء کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Physical and Psychological Harm as Grounds for Marital Dissolution: A Critical Study of the Views of Islamic Jurists and Contemporary Fiqh Academies

1. **Muhammad Muaz Sarwar**
M.Phil Scholar,
Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad.
muazsarwar6596@gmail.com

2. **Dr. Yasir Arfat**
Associate Professor,
Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad.
yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract

This study examines the issue of the dissolution of marriage (Faskh al-Nikāḥ) based on physical and psychological harm within the framework of Islamic jurisprudence. The institution of marriage in Islam is intended to establish harmony, tranquility, and mutual respect between spouses. However, when one spouse suffers continuous harm that makes marital life unbearable, Islamic law provides mechanisms to remove such injustice. This research analyses the concept of ḍarar (harm) as discussed by classical jurists and contemporary Islamic legal bodies. It highlights that harm is not limited to physical abuse, such as beating or causing bodily injury, but also includes psychological and emotional harm, such as verbal abuse, humiliation, neglect, and betrayal. The study critically reviews the opinions of different schools of Islamic law regarding whether harm constitutes a valid ground for judicial dissolution. While some jurists, particularly within the Ḥanafī tradition and certain reports from the Shāfiʿī and Ḥanbalī schools, emphasize reconciliation through arbitration rather than separation, other scholars especially within the Mālikī School recognize harm as a legitimate basis for dissolving the marriage. The research also evaluates the views of modern fiqh academies and contemporary scholars. It concludes that removing harm and injustice aligns with the fundamental objectives of Sharīʿah, and therefore, judicial dissolution may be justified when marital life becomes intolerable due to physical or psychological abuse.

Keywords: *Physical Harm, Psychological Harm, Marital Dissolution, Faskh al-Nikāḥ, Islamic Jurisprudence, Fiqh Academies, Islamic Family Law.*

تمہید

نکاح کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ زوجین کے درمیان باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی کے ذریعے ایک منظم اور متوازن ازدواجی زندگی قائم کی جائے۔ ازدواجی زندگی کا استحکام اسی وقت ممکن ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے سکون، اعتماد اور عزت کا ذریعہ ہوں۔ تاہم، جب یہ فطری اور شرعی مقاصد فوت ہو جائیں اور ایک فریق دوسرے کے ہاتھوں مسلسل ایسے ضرر یا اذیت کا شکار ہو جو اس کی زندگی کو ناقابلِ برداشت بنائے، تو نکاح کا برقرار رہنا ایک شرعی اور اخلاقی مسئلہ بن جاتا ہے۔ ایسے حالات میں شریعتِ اسلامیہ نے متاثرہ فریق کو فسخِ نکاح کا حق عطاء کیا ہے تاکہ ازدواجی تعلق ظلم، جبر اور تکلیف کی صورت اختیار نہ کرے، بلکہ انسان کو ایک باعزت اور پرامن زندگی کی طرف لوٹنے کا موقع فراہم ہو۔ فقہ اسلامی میں "ضرر" کو فسخِ نکاح کی بنیاد کے

طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور اس کی تعبیر صرف جسمانی اذیت تک محدود نہیں رکھی گئی، بلکہ فقہاء نے اس کا دائرہ ذہنی ونفسیاتی اذیت تک وسیع کیا ہے۔ چنانچہ مارپیٹ، مسلسل بد سلوکی، توہین، تحقیر، دھمکیاں، طعن وتشنیع اور وہ تمام رویّے جو کسی انسان کی عزتِ نفس، ذہنی سکون یا شخصی وقار کو مجروح کریں، "ضررِ معنوی" کے دائرے میں آتے ہیں۔ اگر عورت کو ازدواجی تعلق میں مسلسل اس نوعیت کی اذیت کا سامنا ہو جس سے اس کی عزت، ذہنی سلامتی یا دینی و دنیاوی زندگی متاثر ہو رہی ہو، تو ایسے حالات میں فقہاء نے فسخ نکاح کو نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب قرار دیا ہے، تاکہ وہ مزید ظلم وستم کا شکار نہ ہو۔ اس طرح فسخ نکاح، شریعت کی طرف سے مظلوم کے لیے ایک رحمت اور ظالمانہ تعلق سے خلاصی کا باوقار راستہ ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں ضرر کے موجب فسخ ہونے میں فقہائے کرام کے اقوال اور ان کے دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور یہ واضح کیا جائے گا کہ مختلف مکاتبِ فکر نے ضرر کو فسخ نکاح کی بنیاد کے طور پر تسلیم کیا ہے یا نہیں۔ بعد ازاں، معاصر فقہی اداروں اور علماء کی آراء کا مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

ضرر کا لغوی معنی

لسان العرب میں ہے:

ضرر: في اسماء الله تعالى: النافع الضار، وهو الذي ينفع من يشاء من خلقه ويضره حيث هو خالق الاشياء كلها خيرها وشرها ونفعها وضرها [1]

ضرر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے جیسے النافع الضار ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے نفع دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ضرر (نقصان) پہنچاتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خالق ضرر بھی ہے۔ خیر وشر اور نفع ونقصان اسی ذات کی طرف سے ہے جو تمام اشیاء کا خالق ہے۔

اسی طرح مزید یہ کہتے ہیں:

الضرر ضد النفع والضر بالضم: الهزال وسوء الحال، فكل ما كان من سوء الحال وفقر او شدة في بدن فهو ضر [2]

ضرر، نفع کی ضد ہے اور ضُر کا مطلب ہے کمزوری یا بدحالی۔ یعنی ہر وہ چیز جو کسی کی حالت کو بگاڑ دے، جیسے فقر، تنگدستی یا جسمانی تکلیف۔ یہ سب نقصان اور ضرر کے زمرے میں آتی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ [3]

اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔

جبکہ ضرر فتح کے ساتھ نفع کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا۔ [4]

(اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ: کیا تم اللہ کے سوا ایسی مخلوق کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ کوئی نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتی ہے، اور نہ فائدہ پہنچانے کی۔

اصطلاحی مفہوم

فقہ مالکی کی مشہور کتاب الشرح الکبیر میں ضرر کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

وهو ما لا يجوز شرعا كهجرها بلا موجب شرعي وضربها كذلك وسبها وسب ابيها[5]

ضرر ایسی چیز ہے جو شریعت کی رو سے جائز نہیں ہوتی، جیسے بغیر کسی شرعی وجہ کے بیوی سے دوری اختیار کرنا، اسے مارنا پیٹنا یا اس کے ساتھ سختی کرنا، اسی طرح بیوی یا اس کے والدین کو گالی دینا وغیرہ۔

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان ضرر کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كل ما يلحق الاذى او الالم ببدن الزوجة او نفسه او يعرضها للهلاك[6]

ہر وہ فعل جو عورت کے بدن یا اس کے نفس (دل) کو اذیت دے یا اس کو ہلاکت میں ڈالے ضرر کہلاتا ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر وہبہ الزحیلی ضرر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:

هوايذاء الزوج لزوجته بالقول او بالفعل كالشتم المقذع والتقبيح المخل بالكرامة والضرب المبرح، والحمل على فعل ما حرم الله والاعراض والهجر من غير سبب يبيحه ونحوه[7]

ضرر سے مراد بیوی کو اذیت پہنچانا ہے، چاہے وہ زبان سے ہو یا عمل سے۔ جیسے ایسی گالیاں دینا جو اس کی عزتِ نفس کو مجروح کر دیں، سخت مار پیٹ کرنا، کسی حرام کام پر مجبور کرنا، بغیر کسی معقول وجہ کے لاپرواہی برتنا یا اس سے علیحدگی اختیار کرنا۔

مندرجہ بالا تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضرر کی دو اقسام ہیں:

- **ضرر حسی یعنی جسمانی اذیت:** وهو كل ما يلحق الاذى ببدن المرأة ومنه ضربها باليد او بالالة، وباحداث جرح بدنها او كدمه او كسر ونحو ذلك ومن الضرر المادي. ومن الضرر المادي الحاق الاذى ببدن المرأة بغير الضرب والجرح كالقاء الماء الحار عليها ونحو ذلك مما لا يجوز فعله شرعا ويلحق الاذى ببدن المرأة[8]۔ یعنی اس سے مراد وہ ضرر ہے جو عورت کے بدن کو دیا جائے جس میں کسی آلے سے مار کر اس کے بدن کو سخت زخمی کرنا اس کا ہڈی توڑنا یا ایسی مار پیٹ جو عورت کے پورے جسم یا کسی عضو کو ناکارہ بنا دے یا اس کے بدن پر تیزاب چھڑکنا وغیرہ شامل ہے۔
- **ضرر معنوی یعنی ذہنی اذیت:** والضرر المعنوي او النفسي هو كل ما يلحق الالم في نفس الزوجة ومنه اسماعها الكلام القبيح من سب وشتم لها ولوالديها او تشبيهها بما يعتبر شتما لها مثل تشبيهها بالكلب او الحمار او تشبيه والديها بذلك، ومن الضرر المعنوي ايضا ترك الكلام معها[9]۔ یعنی ضرر معنوی یا ذہنی اذیت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو بیوی کے دل کو تکلیف پہنچائیں، جیسے اسے گالی دینا، اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہنا یا اسے ایسے الفاظ سے تشبیہ دینا جو اس کے لیے توہین کے مترادف ہوں، مثلاً اسے کتا یا گدھا کہنا، یا اس کے والدین کو ان الفاظ سے پکارنا۔ ضرر معنوی میں یہ بھی شامل ہے کہ اس سے بات چیت چھوڑ دی جائے۔

قرآن وسنت میں دونوں قسم کی اذیتوں سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا[10]

اے ایمان والو! یہ بات تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک بن بیٹھو اور ان کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ تم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس کا کچھ حصہ لے اڑو، الّا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا

ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں پسند نہ کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اتقوا الله في النساء فانكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم علىهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تكرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف[11]

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعے ان کی شرمگاہیں اپنے لیے حلال کی ہیں اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو جو سخت نہ ہو۔ اور ان پر تمہارا حق ہے کہ تم انہیں معروف طریقے سے کھانا اور لباس دو۔

جسمانی اذیت

شریعتِ اسلامیہ نے ازدواجی زندگی کو مستحکم رکھنے کے لیے زوجین کے ذمہ ایک دوسرے کے بعض حقوق و فرائض لازم قرار دیئے ہیں۔ ان حقوق میں سے عورت کے ذمہ یہ لازم ہے کہ وہ معروف طریقے پر اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ تاہم، اگر بیوی کسی ایسے معاملے میں شوہر کی نافرمانی کرے جس میں شریعت نے اس کی اطاعت لازم قرار دی ہو، تو ایسی صورت میں شریعت نے شوہر کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اصلاح کی نیت سے بیوی کی تنبیہ اور تادیب کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ[12]

اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انہیں سمجھاؤ، اور (اگر اس سے کام نہ چلے تو) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑو، (اور اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) انہیں مار سکتے ہو۔

البتہ شوہر کو دیا گیا یہ حقِ تادیب اس حد تک سختی پر مبنی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ زیادتی یا جبر کی صورت اختیار کر لے۔ اگر ایسا ہو تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرے، تاکہ وہ حالات کو دیکھتے ہوئے مناسب فیصلہ صادر کرے۔ فقہائے کرام نے اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے کہ شوہر کو تادیب کا اختیار کن شرائط و ضوابط کے تحت حاصل ہے اور اس کی حدود و دائرہ کار میں کون کون سے افعال شامل ہیں۔ وضاحت ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

الضرب للتأديب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو تادیب کے اختیار کے سلسلے میں واضح ہدایت فرمائی ہے:

ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا في البيت[13]

چہرے پر نہ مارو، برا بھلا نہ کہو اور ترکِ تعلق صرف گھر کے اندر کرو۔

اسی طرح صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

ومن حده الامام او عزره فمات فدمه هلده لانه فعل ما فعل بامر الشرع وفعل المامور لا يتقيد بشرط السلامة كالفصاد والبزاغ بخلاف الزوج اذ عزر زوجته لانه مطلق فيه والا طلاقات تتقيد بشرط السلامة كالمرور في الطريق[14]

اگر کسی شخص کو امام (حاکم) نے حد یا تعزیر کی سزا دی اور وہ مر گیا، تو اس کا خون (یعنی جان) ضائع سمجھی جائے گی (قصاص یا دیت واجب نہ ہوگی)، کیونکہ امام نے جو کچھ کیا وہ شریعت کے حکم کے تحت کیا اور حکم کی تعمیل کرنے والے کے فعل کو سلامتی (یعنی نقصان نہ ہونے) کی شرط کے ساتھ مشروط نہیں کیا جاتا، جیسے کہ پچھنے لگانے یا فصد (خون نکالنے) والے کا عمل۔ بر خلاف شوہر کے، کیونکہ اگر وہ اپنی بیوی کو تعزیر کے طور پر مارے تو یہ (حکمِ شرعی کے بجائے) اسے بطور اختیار دیا گیا ہے اور ایسے افعال میں سلامتی کی شرط معتبر ہوتی ہے، جیسے راستے سے گزرنے میں احتیاط ضروری ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔

بعض فقہاء نے چار اسباب کے تحت سرزنش کی اجازت دی ہے:

اذ عزر زوجته لترك الزينة والاجابة اذا دعاها الى فراشه وترك الصلاة والغسل والخروج من البيت[15]

جب شوہر اپنی بیوی کی اس بناء پر سرزنش کرے کہ وہ زینت اختیار نہیں کرتی، شوہر کے بلانے پر بستر پر آنے سے انکار کرتی ہے، نماز اور غسل ترک کرتی ہے یا بغیر اجازت گھر سے باہر نکلتی ہے۔

ضرب مبرح کے سلسلے میں علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

ليس له ان يضربها في التاديب ضرباً فاحشاً وهو الذي يكسر العظم او يخرق الجلد او يسوده[16]

شوہر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بیوی کو بطور تادیب ایسے سخت انداز سے مارے جس سے اس کی ہڈی ٹوٹ جائے، جلد پھٹ جائے یا جسم کو نیلا کردے۔

اسی طرح تفسیر خازن میں بیوی کو شدید زدو کوب کی مذمت کی روایات نقل کرنے کے بعد لکھا گیا ہے:

ففي هذه الاحاديث دليل على ان الاولى ترك الضرب للنساء فان احتاج الى ضربها لتأديب فلا يضربها ضربا شديدا... فالتخفيف بابلغ شيء اولى في هذا الباب[17]

ان احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کو مارنے سے اجتناب کرنا افضل ہے اور اگر تادیب کے لیے مارنے کی ضرورت پیش آجائے تو سخت مار نہ مارے...اس باب میں نرمی اختیار کرنا اور ممکنہ حد تک تخفیف سے کام لینا ہی بہتر ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر بیوی ان امور میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے جن کی پابندی کا حکم شریعت نے صراحت کے ساتھ دیا ہے، تو شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ شریعت کی مقررہ حدود کے اندر رہتے ہوئے مناسب تادیبی رویہ اختیار کرے۔ ان امور میں، مثلاً، شوہر کے لیے زیب و زینت اختیار کرنے سے انکار، بستر فراش پر آنے سے گریز، نماز یا غسل جیسے شرعی احکام کی خلاف ورزی، اور شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے جیسے افعال شامل ہیں۔ اگرچہ شریعت نے شوہر کو بیوی کی اصلاح کے لیے بعض مخصوص حالات میں تادیبی اقدام کی اجازت دی ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ وہ سختی کی بجائے نرمی اور حکمت سے کام لے اور ابتداء میں صرف گفت و شنید اور نصیحت کا طریقہ اختیار کرے۔ لیکن اگر بیوی اصلاح کی مذکورہ تدابیر سے باز نہ آئے اور شوہر کو اصلاح کی غرض سے ہلکی جسمانی تادیب ناگزیر محسوس ہو، تو فقہی ہدایات کے مطابق وہ صرف معمولی نوعیت کی ضرب تک محدود رہے۔ فقہاء نے واضح طور پر تصریح کی ہے کہ شوہر کو ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ بیوی کو اس شدت سے مارے کہ اس کے جسم پر گہرا زخم، چوٹ کا نشان یا ہڈی کے ٹوٹنے جیسی تکلیف دہ کیفیت پیدا ہو، کیونکہ ایسی ضرب "ضربِ مبرح" کہلاتی ہے اور یہ شرعی دائرۂ تادیب سے باہر، بلکہ جسمانی اذیت کے زمرے میں آتی ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔

ذہنی اذیت

ذہنی اذیت سے مراد وہ کیفیت ہے جس میں کسی شخص کو ایسے الفاظ، رویے یا طرزِ عمل کا سامنا ہو جو اس کے ذہنی سکون کو مجروح کریں اور ذہنی تکلیف کا باعث بنیں۔ فقہاء کے اقوال کے مطابق یہ اذیت مسلسل بے توجہی، تحقیر آمیز گفتگو، الزام تراشی، طنز و طعن یا شریک حیات سے دانستہ ترکِ تعلق کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ضرر جسمانی سطح پر نمایاں نہیں ہوتا، لیکن اس کے اثرات ازدواجی تعلقات پر واضح انداز میں مرتب ہوتے ہیں۔ قدیم فقہی متون میں ضرر کی اس قسم پر خاطر خواہ بحث نہیں ہوئی لیکن عصرِ حاضر میں رشتہ ازدواج میں بگاڑ پیدا کرنے والے چند بڑے اسباب میں اس کا شمار ہونے لگا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیکھا جائے کہ یہ اسباب کون سے ہیں اور ان کا ازدواجی زندگی پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔

ضرر بوجہ سوءِ معاشرت

سوءِ معاشرت سے مراد یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک نہ کریں، اور ان کے باہمی تعلقات میں بدسلوکی، تلخ کلامی یا اخلاقی گراوٹ نمایاں ہو جائے۔ جب زوجین ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح کریں، تذلیل آمیز زبان استعمال کریں، بار بار طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں، یا ایک دوسرے کو ایسے الفاظ سے یاد کریں جو انسانی وقار کے منافی ہوں، جیسے گالیاں دینا، جانور سے تشبیہ دینا، یا مذہبی و شخصی اقدار کی توہین کرنا وغیرہ۔ یہ سب افعال ذہنی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ اس طرح کا رویہ نہ صرف ازدواجی سکون کو ختم کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی صریح خلاف ورزی بھی ہے جس میں میاں بیوی کو باہمی حسنِ سلوک کا پابند کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ [18]

اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن کثیر فرماتے ہیں:

وعاشروهن بالمعروف أي طيبوا أقوالكم لهن، وحسنوا أفعالكم وهيئاتكم بحسب قدرتكم كما تحب ذلك منها، فافعل أنت بها مثله[19]

اور عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو، یعنی ان سے خوش اخلاقی سے بات کرو، اپنے برتاؤ، رویّے اور لباس و انداز کو حتی المقدور اچھا رکھو، جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، ویسا ہی سلوک تم بھی ان کے ساتھ کرو۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے اچھا سلوک نہیں کرتا اور اسے کسی بھی قسم کی ذہنی اذیت دیتا ہے تو حکم خداوندی کی واضح نافرمانی ہے۔ مزید برآں، فقہاءِ مالکیہ نے سبّ و شتم، زوجہ یا اس کے والدین کو برا بھلا کہنے کو ذہنی اذیت شمار کیا ہے۔ ولها التطليق بالضرر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مواہب الجلیل میں ابن فرحون کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

قال ابن فرحون في شرح ابن الحاجب: من الضرر قطع كلامه عنها وتحويل وجهه في الفراش عنها وإيثار امرأة عليها وضربها ضربا مؤلما[20]

شرح ابن حاجب میں ابن فرحون فرماتے ہیں: یہ بھی ضرر ہے کہ شوہر اس سے بات چیت بند کر دے، بستر پر اس سے منہ موڑ لے، کسی دوسری عورت کو اس پر ترجیح دے یا اسے تکلیف دہ انداز میں مارے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوی سے بلاوجہ قطع تعلقی کرنا، بات نہ کرنا، اس کے ساتھ ہم بستری نہ کرنا یا کسی دوسری عورت کو اس پر ترجیح دینا بھی ذہنی اذیت میں شامل ہے۔

خیانت: (بے وفائی)

ازدواجی زندگی میں بے وفائی ایک ایسا عمل ہے جو میاں بیوی کے درمیان اعتماد کو ختم کر دیتا ہے اور رشتے کو ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنا دیتا ہے۔ اگر شوہر کی بیوفائی واضح طور پر ثابت ہو جائے، تو یہ بیوی کے لیے شدید ذہنی اذیت کی صورت ہوتی ہے، جیسے کسی غیر عورت کے ساتھ ناجائز تعلق یا تنہائی میں غیر شرعی ملاقات، جسے "خلوۃ غیر شرعیہ" یا "حرام تعلق" کہا جاتا ہے۔ البتہ جس عورت کے ساتھ تعلق کا الزام ہے، اگر وہ شوہر کی منگیتر ہو، اس سے نکاح ہو چکا ہو یا وہ اس کی دوسری بیوی ہو، تو ایسی صورت میں یہ تعلق جائز سمجھا جاتا ہے اور اسے بیوفائی نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر واقعی شوہر کسی غیر عورت کے ساتھ حرام تعلق میں ملوث ہو اور یہ طرزِ عمل بیوی کے لیے ذہنی، معاشرتی یا جذباتی طور پر تکلیف دہ ہو، تو یہ "ضرر" کے زمرے میں آتا ہے۔ نظام احوال الشخصية السعودية میں اسے باعث اذیت اور باعث فسخ مانا گیا ہے۔

وإذا ثبتت الخيانة من قبل الزوج، فإن ذلك يعد ضررًا بالغًا للزوجة، ويحق لها طلب فسخ عقد النكاح بناءً على هذا الأساس[21]

اور جب شوہر کی طرف سے خیانت ثابت ہو جائے تو یہ بیوی کے لیے ضرر شمار ہوگا اور اسے اس بنیاد پر فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا۔

ضرر کی بناء پر فسخ نکاح

ضرر (جسمانی و ذہنی اذیت) کی بناء پر فسخ نکاح کے حوالے سے فقہاء کرام کے مابین پائے جانے والے اختلاف کو دو اقسام پر منقسم کیا جاتا ہے:

- قسم اول: وہ فقہاء جن کے نزدیک ضرر کی بناء پر تفریق جائز نہیں ہے۔
- دوسری قسم: وہ فقہاء ہیں جن کے ہاں جسمانی و ذہنی اذیت کی بناء پر فسخ نکاح جائز ہے۔

ذیل میں ان کے مؤقف کو مع دلائل ذکر کیا جا رہا ہے۔

فریقِ اوّل: قائلینِ عدم جواز

پہلا قول ضرر کی بناء پر عدم جواز فسخ نکاح کا ہے کہ اگر خاوند کی طرف سے کسی بھی قسم کا ضرر لاحق ہوتا ہے تو قاضی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس کی بناء پر زوجین میں تفریق واقع کر دے۔ یہ قول حنفیہ، امام احمد بن حنبل کی ایک روایت اور امام شافعی کی دوسری روایت کے مطابق ہے۔

احناف

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

فإن نفع الضرب، وإلارفع الأمرإلى القاضي ليوجه إليهماحكمين حكما من أهله، وحكما من أهلها [22]

اگر شوہر کا عورت کو مارنا مؤثر ثابت ہو تو ٹھیک، وگرنہ معاملہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ دونوں طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کرے، ایک شوہر کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے۔

شوافع

ابو اسحاق شیرازی فرماتے ہیں:

فإن بلغا إلى الشتم والضرب بعث الحاكم حكمين للإصلاح[23]

اگر زوجین میں جھگڑا اس قدر ہو کہ معاملہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک پہنچ جائے تو قاضی دو حکم صلح کے لئے مقرر کرے گا۔

حنابلہ

مرداوی حنبلی فرماتے ہیں:

ان الحكمين وكيلان۔[24]

حکمین وکیل ہوتے ہیں۔

مذکورہ بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضرر کی بناء پر زوجین کو فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہوگا، کیوں کہ ایسی صورت میں قاضی کے پاس جب معاملہ جائے گا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اس معاملہ کو دو ثالثوں تک پہنچا دے اور ثالث صرف اصلاح کر سکتے ہیں، تفریق کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

دلائل

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[25]

اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو (ان کے درمیان فیصلہ کرانے کے لئے) ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے بھیج دو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان اتفاق پیدا فرمادے گا۔ یقیناً اللہ کو ہر بات کا علم اور خبر ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ابن کثیر اپنی تفسیر میں حسن بصری کا قول نقل کرتے ہیں:

وقال الحسن البصري: الحكمان يحكمان في الجمع ولا يحكمان في التفريق، وكذا قال قتادة، وزيد بن اسلم، وبه قال احمد بن حنبل، وابو ثور، وداؤد، و مأخذهم قوله تعالى: إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا، ولم يذكر التفريق[26]

اور حسن بصری نے کہا ہے کہ دونوں حکم صرف صلح (یعنی میاں بیوی کو ملانے) کا اختیار رکھتے ہیں، طلاق یا علیحدگی کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہی بات قتادہ، زید بن اسلم نے بھی کہی ہے، اور امام احمد بن حنبل، ابو ثور اور داؤد کا بھی یہی موقف ہے۔ ان کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان اتفاق پیدا فرمادے گا اور آیت میں تفریق (علیحدگی) کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مذکورہ صورت میں زوجین میں سے کسی کو تفریق کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

فریقِ دوم: ضرر موجبِ فسخ

دوسرا قول ان فقہاء کا ہے جن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر زوجین جسمانی و ذہنی اذیت کا شکار ہو جائیں تو ان کو طلب فسخ نکاح کا

حق حاصل ہے۔ یہ قول مالکیہ کے مذہب اور شوافع وحنابلہ کی دوسری روایت کے مطابق ہے۔

مالکیہ

الشرح الصغیر میں مالکی مذہب کی تفصیلات اس طرح بیان ہوئی ہیں:

وبتعديه) اي الزوج على الزوجة يضرب بغير موجب شرعي او سب كلعن ونحوه وثبت ببينة او اقرار (زجره الحاكم وعظ فتهديد) ان لم يتزجر بالوعظ (فضرب ان افاد) الضرب اي ظن افادته والا فلا وهذا ان اختارت البقاء معه (ولها التطليق) بالتعدى اذا ثبت (وان لم يتكرر) التعدى منه عليها، وليس من الضرر منعها من الحمام والنزاهة وضربها ضربا غير مبرح على ترك الصلوة ونحوها۔[27]

جب شوہر، بلاشرعی جواز، بیوی پر ہاتھ اٹھائے یا گالیاں دے، جیسے لعنت ملامت وغیرہ، اور یہ بات گواہی یا اس کے اپنے اقرار سے ثابت ہو جائے، تو قاضی پہلے اسے سختی سے تنبیہ کرے، نصیحت کرے اور ڈرائے۔ اگر وہ نصیحت سے باز نہ آئے تو قاضی اسے سزا دے، بشرط یہ کہ یہ گمان ہو کہ سزا کا اثر ہوگا، ورنہ سزا نہ دی جائے۔ یہ تمام کاروائی اس صورت میں ہے جب بیوی اس کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے۔ اور اگر وہ شوہر کا ظلم ثابت کر دے، تو اسے علیحدگی کا حق حاصل ہے، چاہے یہ زیادتی بار بار نہ بھی ہوئی ہو۔ البتہ، شوہر کا بیوی کو حمام جانے یا سیر وتفریح سے روکنا، یا اسے نماز چھوڑنے پر ہلکی مار دینا، ایسی مار جو تکلیف دہ نہ ہو، یہ ضرر میں شمار نہیں ہوتا۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو کسی شرعی جواز کے ساتھ مارنا یا بغیر جواز شرعی کے، لیکن شرعی حدود سے زیادہ مارنا بھی تعدی اور ضرر میں شامل ہے، جس کی بناء پر اسے طلبِ تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ الشرح الکبیر میں ہے:

ولها التطليق بالضرر ولو لم تشهد البينة بتكرره[28]

عورت کو ضرر کی بناء پر تفریق کا حق حاصل ہے، اگرچہ ضرر کے بار بار وقوع پر گواہ ہوں یا نہ ہوں۔

اسی طرح التاج والاکلیل میں ہے:

إذا قطع الرجل كلامه عن زوجته أوحول وجهه عنهافي فراشهافذلك من الضرربهاولهاالأخذ بشرطها وقال المتيطي: إذا ثبت أنه يضر بزوجه وليس لها شرط فقيل إن لها أن تطلق نفسها وإن لم تشهد البينة بتكرار الضر۔ قال: ويستوي على القول الأول من شرط الضرر ومن لم يشترط[29]

اگر شوہر اپنی بیوی سے گفتگو بند کر دے یا بستر میں اس سے منہ پھیر لے، تو یہ طرزِ عمل بیوی کے لیے ضرر کے دائرے میں آتا ہے، اور اگر نکاح کے وقت بیوی نے ضرر کی صورت میں علیحدگی کی کوئی شرط رکھی ہو تو وہ اس شرط کی بنیاد پر فسخ نکاح کا حق استعمال کر سکتی ہے۔ متیطیؒ کے مطابق، اگر شوہر کی جانب سے ضرر ثابت ہو جائے، چاہے نکاح میں کوئی شرط موجود نہ ہو، تب بھی بعض فقہاء کے نزدیک عورت کو حق تفریق حاصل ہے، چاہے ضرر کے تکرار پر کوئی باقاعدہ گواہی نہ بھی دی جا سکے۔ اسی طرح، ضرر کی شرط رکھنے اور نہ رکھنے والے دونوں قسم کے افراد کا حکم یکساں ہے، یعنی شرط ہو یا نہ، دونوں صورتوں میں عورت کو ضرر کی بنا پر علیحدگی کا حق ہے۔

شوافع

شوافع کی دوسری روایت یہ ہے:

وقال في القول الآخر هما حاكمان فلهما أن يفعلا ما يريان من الجمع والتفريق[30]

دوسری رائے کے مطابق، یہ دونوں حاکم ہیں، لہٰذا وہ فریقین کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اصلاح یا تفریق میں سے جو بھی اقدام مناسب سمجھیں، اسے نافذ کر سکتے ہیں۔

حنابلہ

حنابلہ کی دوسری روایت یہ ہے:

أنهما حكمان، ولهما أن يفعلا ما يريان من جمع وتفريق[31]

یہ دونوں ثالث ہیں اور انہیں یہ اختیار ہے کہ زوجین کے حالات کو دیکھتے ہوئے صلح یا تفریق کا فیصلہ کریں۔

دلائل

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحٌۢ بِإِحۡسَانٍ[32]

یا تو قاعدے کے مطابق بیوی کو روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کر لے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے۔

مزید ارشاد فرمایا:

وَلَا تُمۡسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُواْ[33]

اور انہیں ستانے کی خاطر اس لئے روک کر نہ رکھو کہ ان پر ظلم کر سکو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام طبری فرماتے ہیں:

إن راجعتموهن في عددهن، مضارة لهن، لتطولوا عليهن مدة انقضاء عددهن، أو لتأخذوا منهن بعض ما آتيتموهن بطلبهن الخلع منكم، لمضارتكم إياهن، بإمساككم إياهن، ومراجعتكموهن ضرارا واعتداء[34]

اگر تم نے عورتوں سے ان کی عدت کے دوران رجوع صرف اس نیت سے کیا کہ انہیں تکلیف دو، مثلاً ان کی عدت کو طول دے کر انہیں پریشان کرو، یا اس لیے کہ وہ خلع مانگیں اور تم انہیں دیا ہوا کچھ مال واپس لے سکو، تو یہ دراصل ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے، کیونکہ تم انہیں محض ایذا رسانی کی نیت سے روکے ہوئے ہو اور تمہارا رجوع کرنا درحقیقت ان کے ساتھ زیادتی شمار ہو گا۔

مذکورہ بالا آیت اور اس کی تفسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو کسی بھی قسم کی اذیت دینا ممنوع ہے، چاہے وہ اسے جان بوجھ کر روکے رکھنے سے ہو یا اس سے مال لینے کی غرض سے روکے رکھو کہ وہ خلع کا مطالبہ کرے۔

حدیث سے استدلال

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن عمرو بن يحيىٰ المازني عن ابيه، ان رسول الله ﷺ قال: لاضرر ولا ضرار[35]

عمرو بن یحییٰ المازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں، اور نہ ہی بدلے میں نقصان دینا درست ہے۔

اسی طرح فقہی قاعدہ ہے کہ "الضرر يزال[36]" یعنی ضرر کو دور کیا جائے گا۔ یہ قاعدہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اگر

ازدواجی زندگی میں کوئی ایسا ضرر موجود ہو جو اذیت، ناانصافی یا تکلیف کا سبب بنے، تو شریعت ایسے ضرر کو باقی رکھنے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اسے ختم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اسی اصول کی بنا پر فقہاء نے ضرر کی موجودگی کو سببِ فسخِ نکاح قرار دیا ہے۔

فقہی اکادمیات و معاصر فقہاء کے نقطہ ہائے نظر

المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث

مذکورہ مجلس نے اپنے چوبیسویں اجلاس میں ضرر کے حوالے سے یہ رائے دی:

ومنهم من يسيء عشرته لامرأته ويضارها ويؤذيها، فهذا يعطيها الحق في طلب الطلاق و خصوصًا إذا استمر في ذلك، ولم ترج منه التوبة ولا استقامة حال۔[37]

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بیوی سے بدسلوکی کرتے ہیں، اسے ایذاء پہنچاتے ہیں اور اس کی زندگی کو مشکل بنادیتے ہیں۔ یہ چیز عورت کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ علیحدگی کا مطالبہ کرے، خاص طور پر اس وقت جب یہ ایذاءرسانی پر مشتمل رویہ مسلسل نوعیت کا ہو اور اصلاح کی امید نہ ہو۔

مجلس الاوروبی کی مذکورہ رائے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک بیوی کو پہنچنے والا ضرر، خواہ جسمانی ہو یا ذہنی، فسخِ نکاح کا موجب بن سکتا ہے۔ اس سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ضرر کو محض جسمانی تکلیف تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس میں ذہنی اذیت اور نفسیاتی دباؤ کو بھی شامل کیا ہے۔ تاہم، ان کی تعبیر میں ایک قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ انہوں نے ضرر کو موجبِ فسخ ٹھہرانے کے لیے اس کی باربار تکرار کی شرط رکھی ہے، یعنی اگر شوہر مسلسل اور بارہا ایسے رویے کا مظاہرہ کرے تو نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔ یہ شرط اصولِ عدل اور شریعت کی اس بنیاد سے ہم آہنگ نہیں دکھائی دیتی جس کے تحت ہر قسم کے ضرر کو فوراً دور کرنا لازم ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا بھی ممکن ہے کہ شوہر ایک ہی بار کسی انتہائی سنگین، خوفناک اور ناقابلِ برداشت عمل کا ارتکاب کرے جس سے عورت کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے، مثلاً شدید مار پیٹ یا ذہنی صدمہ پہنچائے، جس کے بعد عورت کے لیے ازدواجی زندگی کا جاری رکھنا عملاً ناممکن ہو جائے۔ ایسی صورت میں ضرر کی تکرار کا انتظار عورت کے لیے ایک نئے ظلم کا سبب بن سکتا ہے، جو نہ صرف انسانی فطرت کے منافی ہے بلکہ شریعت کے اس اصول الضرر یزال، ضرر کو دور کیا جائے، کے بھی خلاف ہے۔

مجمع فقہاء الشریعۃ بامریکا

جسمانی وذہنی اذیت کی بناء پر تفریق کے حوالے سے مجمع فقہاء الشریعۃ نے یہ فیصلہ دیا ہے:

للزوجة طلب التطليق للضرر الذي يتعذر معه دوام العشرة بينها وبين زوجها، يعتبر ضررًا مسوغًا لطلب التطليق، كل تصرف من الزوج أو سلوك مشين أو مخل بالأخلاق الحميدة يلحق بالزوجة إساءة مادية أو معنوية تجعلها غير قادرة على الاستمرار في العلاقة الزوجية[38]

عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسے ضرر کی بنیاد پر عدالت سے تفریق (فسخِ نکاح) کی درخواست کرے، جس کے باعث زوجین کے درمیان ازدواجی زندگی کا جاری رہنا ممکن نہ ہو۔ ایسا ہر قول و فعل جو شوہر کی جانب سے بدسلوکی، بداخلاقی یا غیر مہذب طرزِ عمل پر مشتمل ہو، اور جس سے عورت کو اس قدر جسمانی یا ذہنی اذیت پہنچے کہ وہ ازدواجی تعلق کو نبھا نہ سکے، وہ شرعاً ضرر شمار ہوگا اور عورت کو تفریق کا حق دے گا۔

مجمع فقہاء الشریعۃ بامریکا کی رائے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مجلس الاوروبی کی طرح ان کے نزدیک بھی صرف جسمانی اذیت ہی نہیں بلکہ ذہنی و نفسیاتی تکلیف بھی وہ ضرر ہے جو ازدواجی زندگی کے تسلسل کو ناممکن بنا سکتا ہے، اور اس صورت میں عورت کو حق

حاصل ہے کہ وہ عدالت سے تفریق کی درخواست کرے۔ ان کے موقف میں ہر وہ قول یا فعل جو شوہر کی جانب سے بد سلوکی، بداخلاقی یا غیر شائستہ طرزِ عمل پر مبنی ہو، اور جس کے باعث عورت کو تکلیف پہنچے یا وہ ازدواجی تعلق قائم رکھنے سے عاجز ہو جائے، تو یہ ضرر شرعاً معتبر ہوگا۔ اس رائے میں اس پہلو کو بھی سامنے رکھا گیا ہے کہ ازدواجی زندگی کا قیام صرف شرعی و قانونی نہیں بلکہ اخلاقی بنیادوں پر بھی ہوتا ہے، اور جب ان بنیادوں کو نقصان پہنچے تو شریعت اس نقصان کو دور کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

اگر شوہر ازدواجی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر رہا ہو یا بیوی کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھتا ہو، تو قاضی حکمین کے ذریعے صلح کرانے کی کوشش کرے۔ صلح کی صورت ممکن نہ ہو تو شوہر کی اجازت سے دونوں میں تفریق کرے۔ جیسا کہ احناف اور شوافع کا مسلک ہے۔[39]

اسلامی نظریاتی کونسل کی اس رائے میں جہاں ایک طرف ازدواجی نزاع کے حل کے لیے صلح کی کوشش کو اولین ترجیح دی گئی ہے، وہیں تفریق کے اختیار کو شوہر کی اجازت سے مشروط کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جب شوہر خود ظلم کا مرتکب ہو اور بیوی کو ناقابلِ برداشت اذیت پہنچا رہا ہو، تو تفریق کو اس کی اجازت کے ساتھ مشروط کرنا نہ صرف شریعت کے خلاف ہے بلکہ عورت کے حقوق کی پامالی کے مترادف بھی ہے۔ شریعت کا مقصد صرف ازدواجی رشتہ قائم رکھنا نہیں بلکہ فریقین کے درمیان عدل، سکون اور رحمت کو برقرار رکھنا ہے، اور جب ان میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے تو عورت کو قاضی کے ذریعے بغیر شوہر کی اجازت کے فسخ کا حق حاصل ہونا چاہیے، جیسا کہ مالکیہ اور بعض معاصر فقہاء کی آراء اس جانب واضح رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ لہٰذا اسلامی نظریاتی کونسل کا اس مسئلے میں احناف و شوافع کی روایت کو اپنانا عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں اور عورت کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی اس رائے میں نظر ثانی کرے۔

ادارۃ المباحث الفقہیہ، ہند

شوہر کی طرف سے بے جا مار پیٹ کے حوالے سے اپنے گیارھویں فقہی سیمینار میں انہوں نے یہ کہا:

> شوہر کی بے جا مار پیٹ کی وجہ سے اگر زوجین میں حد درجہ نفرت پیدا ہو جائے اور مصالحت یا طلاق یا خلع کی کوئی صورت نہ نکل سکے تو تفویض طلاق کا راستہ اختیار کیا جائے، یعنی بیوی کو سمجھا بجھا کر شوہر کے یہاں بھیج دیا جائے اور شوہر سے یہ تحریر لے لی جائے کہ اگر آئندہ بیوی کے ساتھ مار پیٹ کی نوبت آئی تو محکمہ شرعیہ کو طلاق بائن واقع کرنے کا اختیار ہوگا، اگر شوہر تفویض طلاق پر تیار نہ ہو تو دفع ظلم کے لئے نکاح کو ختم کیا جا سکتا ہے۔[40]

ادارۃ المباحث الفقہیہ (ہند) نے شوہر کی جانب سے بلا جواز مار پیٹ کی صورت میں جو طریقہ تجویز کیا ہے، وہ بظاہر مصالحت کے عمل کو سامنے رکھتا ہے۔ ان کی رائے میں اگر شوہر کا رویہ بیوی کے ساتھ اس حد تک خراب ہو جائے کہ دونوں کے درمیان نفرت پیدا ہو جائے اور صلح یا طلاق کا راستہ بھی بند ہو جائے، تو شوہر سے طلاق کا اختیار بیوی کو دینے کے لیے کہا جائے، اور اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہو، تو نکاح کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مؤقف مسئلے کے ایک ممکنہ حل کی طرف اشارہ ضرور کرتا ہے، لیکن اس میں بعض پہلو توجہ طلب ہیں۔ جب ایک عورت مسلسل اذیت کا شکار ہو، اور شوہر کا رویہ سنگین حدوں کو چھو رہا ہو، تو ایسے میں اسے پھر اسی ماحول میں واپس بھیجنا نہ صرف غیر دانشمندانہ ہے بلکہ اس کی سلامتی کے لیے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ظلم کی موجودگی میں طلاق کو صرف شوہر کی رضا سے مشروط کرنا اس عورت کو مزید بے بس بنا دیتا ہے، جو پہلے ہی ظلم کا سامنا کر رہی ہو۔ اگرچہ ادارہ نے آخر میں تسلیم کیا ہے کہ شوہر کے ظلم

کی صورت میں نکاح ختم کیا جا سکتا ہے، تاہم اس امکان کو ثانوی درجہ دینا عورت کے فوری تحفظ کے تقاضے کو کمزور کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

اذا ضارَّ الزوج زوجته وآذاها وضيَّق عليها ظُلمًا، فللمرأة أن تَطلُب من القاضي تطليقها، فيُطلقُها عليه جَبرًا، ليرفع الضرر والظلم عنها، ومن مُضارَّتها ضربها بغير حق [41]

اگر شوہر اپنی بیوی کے ساتھ ظلم وزیادتی کرے اور اسے تکلیف دے یا جان بوجھ کر اس کی زندگی تنگ کرے، تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ قاضی سے تفریق کا مطالبہ کرے۔ قاضی اس ضرر اور ظلم کو ختم کرنے کے لیے شوہر پر زبردستی طلاق نافذ کر سکتا ہے۔ بیوی کو تکلیف دینے کے طریقوں میں یہ بھی شامل ہے کہ شوہر بلا وجہ اسے مارے پیٹے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے شوہر کے ظالمانہ رویے کی صورت میں عورت کے حقِ تفریق کو جس وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، وہ شریعت کے عدل پر مبنی مزاج کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کے نزدیک اگر شوہر بیوی پر ظلم کرے، اسے اذیت دے، یا اس کی زندگی دانستہ طور پر تنگ کرے، تو عورت کو یہ مکمل حق حاصل ہے کہ وہ قاضی کے سامنے فریاد کرے، اور قاضی اس ظلم کے خاتمے کے لیے شوہر کو طلاق پر مجبور کر سکتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ازدواجی رشتہ صرف مرد کی ملکیت یا اختیار نہیں بلکہ اس میں عورت کی عزت، راحت اور سلامتی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مزید بر آں، ڈاکٹر قرضاوی نے ضرر کی مثال بیان کرتے ہوئے بلا جواز مار پیٹ جیسے مسائل کو بھی صریح ظلم کے زمرے میں شمار کیا ہے، جنہیں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان کی یہ وضاحت قابلِ غور ہے کہ شریعت ایسی اذیت کو ہر گز برداشت کرنے کا مطالبہ نہیں کرتی، بلکہ عورت کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے عدالتی فورم سے رجوع کرے۔ چنانچہ ڈاکٹر قرضاوی کی رائے میں قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ محض ثالثی کا کردار ادا کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ ازالۂ ظلم کے لیے تفریق کا فیصلہ صادر کرے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

ذہنی اذیت کو بنیاد بنا کر قاضی مجاہد الاسلام قاسمی زوجین میں تفریق کے ایک فیصلہ میں یہ لکھتے ہیں:

میں نے مدعیہ زینب بنت شہاب الدین کا عقد نکاح مدعیٰ علیہ محمد سعید ولد وزیر سے بسبب عدم انفاق وایذاء رسانی منجانب زوج وقذف مدعیہ دفع ضرر وظلم ورفع تکلیف مالایطاق واحتراز عن النفقہ کے پیش نظر فسخ کر دیا۔ اب مدعیہ، مدعیٰ علیہ کی بیوی نہیں رہی۔ عدت گزار کر دوسرا عقد کر سکتی ہے فقط۔ [42]

مزید یہ فرماتے ہیں:

نیز یہ بھی ثابت ہے کہ مدعیٰ علیہ مدعیہ کو تہمت زنا بغیر ثبوت لگاتا ہے۔ جو عورت پر ایک صریح ظلم ہے اور جس کی وجہ سے باہم اعتماد اٹھ جاتا ہے اور طبیعت میں وہ نشاط وانس باقی نہیں رہ سکتا جو ازدواجی تعلقات کے لئے ضروری ہے۔ [43]

راجح رائے

ہماری تحقیق کے مطابق عصرِ حاضر کے تناظر میں یہی مؤقف زیادہ قرینِ انصاف اور شریعت کے مقاصد کے قریب تر معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کو ازدواجی زندگی میں کسی بھی قسم کی جسمانی یا ذہنی اذیت کا سامنا ہو، خواہ وہ اذیت تسلسل کے ساتھ ہو یا

کسی ایک شدید اور ناقابلِ برداشت واقعے کی صورت میں ہو اور اس کے نتیجے میں اس کی ازدواجی زندگی عملاً بے سکون اور ناقابلِ برداشت بن چکی ہو، تو ایسی صورت میں فقہ مالکیہ پر عمل کرتے ہوئے عورت کو تفریق کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ عصرِ حاضر میں اس مؤقف کی تائید ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی رائے سے ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس ظلم کے خاتمہ کے لئے عورت کے حق میں زبردستی طلاق واقع کر دے، چاہے شوہر کی رضامندی اس میں شامل ہو یا نہ ہو۔

حاصل بحث

عصرِ حاضر میں ازدواجی زندگی میں جسمانی و ذہنی اذیت کی شکایات بڑھتی جا رہی ہیں، اور جب ایسی اذیت اس حد کو پہنچ جائے کہ عورت کی عزتِ نفس مجروح ہو، ذہنی سکون یا دینی و معاشرتی زندگی شدید متاثر ہو، تو شریعت اسے ظلم کے دائرے میں شمار کرتے ہوئے نکاح کے برقرار رہنے کو نامناسب قرار دیتی ہے۔ اس مضمون میں اسی ضرر کو فسخِ نکاح کی بنیاد بنانے کے مسئلے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ فقہائے مالکیہ نے اس باب میں سب سے زیادہ وسعت اور انسانی ہمدردی پر مبنی مؤقف اختیار کیا ہے، جس کے مطابق اگر شوہر کا کوئی ایسا قول یا فعل ثابت ہو جائے جو عورت کے لیے اذیت دہ ہو، تو قاضی عورت کی دادرسی کے لیے تفریق کا حکم جاری کر سکتا ہے، خواہ ضرر ایک بار واقع ہوا ہو یا اس کے تکرار پر گواہ موجود نہ ہوں۔ برخلاف اس کے، فقہائے احناف اور بعض شوافع و حنابلہ کے ہاں قاضی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس کی بناء علیحدگی واقع کرے۔

عصرِ حاضر میں مختلف فقہی اداروں نے اس مسئلے پر اپنے فتاویٰ اور آراء پیش کی ہیں۔ المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث نے ضرر کو تفریق کا موجب قرار دیا، تاہم انہوں نے اس کے لیے تکرار کی شرط رکھی، جو بعض صورتوں میں عورت کے لیے نئے ظلم کا باعث بن سکتی ہے۔ مجمع فقہاء الشریعۃ بامریکا نے ایک واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے جسمانی اور ذہنی اذیت، دونوں کو فسخ کا سبب قرار دیا اور عورت کو ہر ایسے ضرر کے خلاف قاضی سے رجوع کا حق دیا جو اس کے لیے ازدواجی زندگی کو ناقابلِ برداشت بنا دے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی تفریق کا اصولی حق تسلیم کیا، مگر اسے شوہر کی اجازت سے مشروط کر کے عورت کے شرعی تحفظ کو کمزور کر دیا۔ اسی طرح ادارۃ المباحث الفقہیۃ (ہند) نے شوہر کی مارپیٹ کی صورت میں تفویضِ طلاق یا واپس بھیجنے جیسی تجاویز پیش کرنے کے بعد عورت کو تفریق کا حق دیا، جو کہ متاثرہ عورت کے لیے مزید اضطراب اور عدمِ تحفظ کا باعث بن سکتے ہیں۔ ان تمام آراء کے مقابلے میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا مؤقف سب سے زیادہ متوازن، شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ اور عصری حالات کو سمجھنے والا ہے۔ ان کے نزدیک اگر شوہر اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے، تو قاضی کو یہ مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی تفریق نافذ کرے۔ فقہی اصول الضرر یزال اور حدیث لاضرر ولاضرار بھی اس مؤقف کو تقویت دیتے ہیں۔ ہمارے مطابق عصرِ حاضر میں اگر عورت کو ایسا جسمانی یا ذہنی ضرر لاحق ہو جس سے اس کی ازدواجی زندگی ناقابلِ برداشت ہو جائے، تو اسے فقہِ مالکیہ اور معاصر محققین کی آراء کی روشنی میں قاضی کے ذریعے تفریق کا حق حاصل ہونا چاہیے، تاکہ وہ ظلم و اذیت سے نکل کر ایک باوقار زندگی گزار سکے۔

References

---

1 [1]Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH), 4:398.

2 Ibid., 4:399.

3 Al-Qurʾān 6:17.

4 Al-Qurʾān 5:76.

5 al-Dardīr, Abū al-Barakāt Aḥmad ibn Muḥammad al-ʿAdawī, *al-Sharḥ al-Kabīr* (Beirut: Dār

al-Fikr, n.d.), 2:345.

6 ʿAbd al-Karīm Zaydān, *al-Mufaṣṣal fī Aḥkām al-Marʾah wa-al-Bayt al-Muslim fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1413 AH), 8:437.

7 Wahbah al-Zuḥaylī, Dr., *al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh* (Damascus: Dār al-Fikr, 2006), 9:495.

8 ʿAbd al-Karīm Zaydān, *al-Mufaṣṣal*, 8:437.

9 Ibid.

10 Al-Qurʾān 4:19.

11 Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1999), 2:886, ḥadīth no. 1218.

12 Al-Qurʾān 4:34.

13 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, 2014), ḥadīth no. 2142.

14 al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn, *al-Hidāyah* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2008), 2:361.

15 al-Zaylaʿī, ʿUthmān ibn ʿAlī, *Tabyīn al-Ḥaqāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Beirut: Dār al-Kitāb al-Islāmī,1997), 3:211.

16 Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2006), 4:79.

17 al-Khāzin, ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm, *Lubāb al-Taʾwīl fī Maʿānī al-Tanzīl* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH), 1:371.

18 Al-Qurʾān 4:19.

19 Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), 2:212.

20 al-Ḥaṭṭāb al-Mālikī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Muḥammad, *Mawāhib al-Jalīl* (Beirut: Dār al-Fikr, 1412 AH), 4:17.

21 Asbāb Faskh ʿAqd al-Nikāḥ, https://manielaw-sa.com/ (accessed on 15 December 2025).

22 al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʿūd, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2001), 2:334.

23 al-Shīrāzī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, *al-Muhadhdhab* (Beirut: Dār al-Fikr, 2009), 2:487–488.

24 al-Mardāwī, ʿAlī ibn Sulaymān, *al-Inṣāf* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), 8:380.

25 Al-Qurʾān 4:35.

26 Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*, 2:297.

27 al-Dardīr, *al-Sharḥ al-Ṣaghīr*, 2:512.

28 al-Dusūqī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Ḥāshiyat al-Dusūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr* (Beirut: Dār al-Fikr, 1999), 2:345.

29 al-Mawwāq, Muḥammad ibn Yūsuf, *al-Tāj wa-al-Iklīl li-Mukhtaṣar Khalīl* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1416 AH), 5:265.

30 al-Shīrāzī, *al-Muhadhdhab*, 2:488.

31 Ibn Qudāmah, ʿAbd Allāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad, *al-Mughnī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1997), 7:320.

32 Al-Qurʾān 2:229.

33 Al-Qurʾān 2:231.

34 al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1420 AH), 5:8.

35 Mālik ibn Anas, Imām, *al-Muwaṭṭaʾ* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), 4:1078, ḥadīth no. 2758.

36 Ibn al-Subkī, Tāj al-Dīn ʿAbd al-Wahhāb, *al-Ashbāh wa-al-Naẓāʾir* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1411 AH), 1:41.

37 European Council for Fatwa and Research, *al-Qarārāt wa-al-Fatāwā*, 59.

38 Assembly of Muslim Jurists of America (AMJA), *The Assembly's Family Code for Muslim Communities in North America*, https://www.amjaonline.org/ (accessed on 20 December 2025).

39 Council of Islamic Ideology Pakistan, *Annual Report 2014–15* (Islamabad: Council Publication, 2015), 26.

40 Idārat al-Mabāḥith al-Fiqhiyyah, *Mudallal Tajāwīz* (New Delhi: Jamiʿat ʿUlamāʾ Hind, 2021), 64.

41 al-Qaraḍāwī, Yūsuf, *al-Ṭalāq bi-Yad al-Rajul…*, https://www.al-qaradawi.net/node/4281 (accessed on 18 December 2025).

42 Faskh Nikāḥ Case, Phulwari Sharif Court, case no. 21/4278, 137.

43 Ibid.